تقریر بابت بیعتِ خلافت
وقت 5-7 منٹ

✿✿✿ تقریر ✿✿✿

خلافت کی بیعت کیوں ضروری ہے؟

(تقریر نمبر2)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡكُمۡ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسۡتَخۡلِفَنَّهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ كَمَا اسۡتَخۡلَفَ الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ۔ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمۡ دِيۡنَهُمُ الَّذِى ارۡتَضٰى لَهُمۡ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ خَوۡفِهِمۡ اَمۡنًا ۔ يَعۡبُدُوۡنَنِىۡ لَا يُشۡرِكُوۡنَ بِىۡ شَيۡـًٔـا ۔ وَمَنۡ كَفَرَ بَعۡدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ۔(النور:56)

یعنی اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔ جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اسے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

ہے بندوں پہ گر انتخابِ خلافت
حقیقت میں ہے دستِ قدرت خلافت
تصرف خدا کا جھکاتا ہے سب کو
ہے گویا خدا کی مشیت خلافت
سراجِ نبوت جو ہوتا ہے اوجھل
تو آتی ہے پھر حسبِ سنت خلافت

سامعین کرام! ”خلافت کی بیعت کرنا کیوں ضروری ہے۔“ یہ ہے وہ موضوع جس پر مَیں نے کل کچھ گفتگو کی تھی اور خلافت، بیعت اور اطاعت پر سیر حاصل بحث کی تھی لیکن یہ مضمون جہاں بہت اہم ہے وہاں اِس کو کھول کر بیان کرنے کی ضرورت ہمہ وقت رہتی ہے۔ مَیں نے کل تقریر کے آغاز پر بتایا تھا کہ تقریر کے عنوان میں تین الفاظ کے معانی اور اُن کی حکمت بتانی ضروری ہے۔ اِن میں سے خلافت اور بیعت کے متعلق مَیں کل بتا آیا ہوں۔ لفظِ ”ضروری“ پر بھی گفتگو کا آغاز کر دیا تھا اور مَیں یہ بتا رہا تھا کہ خلافت کی بیعت لازمی حدّ تک کیوں ضروری ہے۔ آج اِسی مضمون کو آگے بڑھاؤں گا۔

خدا تعالیٰ انبیاء کے رخصت ہو جانے پر قیامِ خلافت کے ذریعہ سے انبیاء کی نیابت میں ظِلّی طور پر اُن کے فیوض و برکات کو جاری و ساری رکھتا ہے۔ خلیفۂ وقت اپنی دعاؤں، قوّتِ قدسیہ اور شفقت و محبت سے اُن کے دلوں کو ایک دوسرے کی محبت سے لبریز کر دیتا ہے۔ اُس کا وجود بھی جماعتِ مؤمنین کی آرزوؤں، تمناؤں اور امیدوں کا مرکز بن جاتا ہے۔ وہ اُس کے بے دام غلام بن جاتے ہیں اور اُس کے ایک اشارے پر ہر وقت تن مَن دھن قربان کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ خلیفۂ وقت کی تربیت کے نتیجے میں اُن کی ایسی کایا پلٹ جاتی ہے کہ وہ ”جان و مال و آبرو حاضر ہیں تیری راہ میں“ کے نعرہ کی حقیقی اور عملی تصویر بن جاتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ مورخہ 17 جنوری 2020ء میں فرمایا:

خلافت ایک ایسی چیز ہے جس سے جدائی کسی عزت کا مستحق انسان کو نہیں بنا سکتی۔

پھر حضورِ انور نے فرمایا کہ ہر حال میں ہر شخص کے لیے خلیفہ کی اطاعت فرض ہو گی چونکہ نظام کا ایک حد تک جماعتی سیاست کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے لفظ سیاست کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ ہماری زبان میں عمومی طور پر یہ لفظ منفی طور پر لیا جاتا ہے لیکن حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے یہاں یہ لفظ مثبت معنوں میں استعمال فرمایا ہے۔ سیاست کے معنی صحیح رنگ میں نظام کو چلانے کے ہیں۔ خلفاء کے متعلق غالب پہلو یہ دیکھا جاتا ہے کہ وہ نظامی پہلوؤں کو

برتر رکھنے والے ہوں۔ گو ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ دین کے استحکام اور اُس کے مفہوم کے قیام کو بھی مدّ نظر رکھنے والے ہوں۔ حضور انور نے فرمایا۔ نظام جماعت چلانا بھی خلیفہ وقت کا فرض ہے اور ساتھ ہی دین کے استحکام اور اُس کے قیام کو سامنے رکھنا بھی ضروری ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خلافت کی بیعت کرنے کو ایک مثال کے ذریعہ نہایت خوبصورتی سے یوں سمجھایا ہے۔ فرماتے ہیں:

”مسلمان علماء کے غلط نظریات، قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور ارشادات کی گہرائی کو نہ سمجھنے اور صرف سطحی تشریحیں اور تفسیریں کرنے کی وجہ سے مسلمانوں کی اکثریت اس بات کو سمجھتی ہی نہیں کہ خلافت کا نظام کس طرح قائم ہوگا اور ایک بہت بڑا طبقہ مسلمانوں میں ایسا بھی ہے جو یہ کہتا ہے کہ کسی خلافت کی ضرورت نہیں ہے اور جو جس جس فرقے سے تعلق رکھتا ہے اس پر عمل کرے اور یہی کافی ہے کیونکہ آجکل مسلمانوں کی دنیا کے سامنے جو حالت ہے اور جس طرح اسلام بدنام ہو رہا ہے اس کا تقاضا یہی ہے کہ جو جس طرح رہ رہا ہے، رہے۔

ایک مسجد کے امام ہیں بلکہ وہ مولوی صاحب اپنا ایک ادارہ بھی چلاتے ہیں۔ بظاہر دین کا علم رکھنے والے ہیں۔ انہی مغربی ممالک میں رہتے ہیں۔ ہم احمدیوں سے ان کے تعلقات بھی اچھے ہیں۔ وہ احمدیوں کو بُرا بھی نہیں سمجھتے۔ انہوں نے خود مجھے کہا کہ مَیں جس اسلامی مکتبۂ فکر سے تعلق رکھتا ہوں ان کے بزرگوں نے یہی کہا ہے کہ کسی کے دین کو چھیڑو نہ اور اپنا دین چھوڑو نہ۔ اب جو ایسے نظریات رکھنے والے ہیں اور علماء کہلاتے ہیں وہ اپنے ماننے والوں اور پیچھے چلنے والوں کو یہی سبق دیں گے کہ کسی ایک خلافت پر متحد ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ ان کے نزدیک ذاتیات اور فرقے مسلم اُمّہ کے وسیع تر مفاد اور ایک ہاتھ پر جمع ہونے کی نسبت زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ پس جب قرآنِ کریم کی تعلیم کو نہ سمجھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر غور نہ کریں تو پھر یہی کچھ ہوتا ہے۔“

(خطبہ جمعہ 26 مئی 2017ء)

سامعین! خلافت کی بیعت کیوں ضروری ہے، پر کئی پہلوؤں سے روشنی ڈالی جاسکتی ہے۔ ایک بنیادی مفید نکتہ ”مرکزیت اور خلافت“ ہے۔ آج خلافت کے جھنڈے تلے نہ ہونے کی وجہ سے پوری دنیا بے چینی اور انتشار کا شکار ہے۔ باقی دنیا تو ایک طرف عالَمِ اسلام بھی، جس کے پاس قرآن کریم جیسا پاکیزہ اور مکمل عظیم الشان ضابطہ حیات موجود ہے، اِسی کیفیت سے دوچار ہے۔ اس صورت حال کی حقیقی وجہ یہی ہے کہ ان لوگوں کے پاس کوئی ایسا نظام موجود نہیں جو مرکزی حیثیت رکھتا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ عالَمِ اسلام کی ترقی، اس کا اتحاد، اس نظامِ خلافت کے بغیر بالکل ناممکن ہے۔ مشہور عالم الشیخ الطنطاوی الجوھری نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے۔ آپ آیت استخلاف درج کرنے کے بعد رقمطراز ہیں:

”مسلمانوں کے درمیان اتحاد کا طریق بیان کرنے کے بعد ہم نے پھر اس آیت کو دہرایا ہے کیونکہ اس طریق کا علم ہمیں کتاب عزیز سے ہوتا ہے اور اِس کے بغیر مسلمانوں کی کامیابی کا اور کوئی طریق نہیں، نہ ہی انہیں زمین میں خوشحالی اور طاقت حاصل ہو سکتی ہے اور نہ ہی حکومت میسر آسکتی ہے اور نہ ہی اس کا خوف امن سے تبدیل ہو سکتا ہے، مگر صرف اور صرف اِس (خلافت) کے ذریعہ۔“

(القرآن والعلوم العصریۃ صفحہ 21)

گویا آج جس شخص نے بھی حقیقی کامیابی سے ہمکنار ہونا ہے، جسے بھی حقیقی سکون اور راحت سے زندگی بسر کرنے کی تلاش ہے، جسے بھی اپنی روحانی اور مادی ترقی کی فکر ہے، اُسے خلافت کا جھنڈا تلاش کر کے اُس کے نیچے جمع ہونا ہوگا۔ اُس کے مرکز سے زندہ تعلق قائم کرکے، اُس کی طرف سے جاری ہونے والی تمام ہدایات کی روشنی میں اپنا لائحہ عمل اور ضابطہ حیات مرتب کرنا ہوگا اور جو شخص اس کے مطابق عمل کرے گا اس کی کامیابی یقینی ہے۔

کائنات کے چھوٹے سے ذرّہ، ایٹم کو لیں یا بڑے سے بڑے کسی اور جسم کو۔ اُس میں ایک مرکز پائیں گے۔ اسی طرح عالم صغیر یعنی انسان ہو یا عالم کبیر یعنی نظام دنیا، ہر ایک عالم میں قدرت کا یہی قانون کار فرما نظر آتا ہے۔ عالم صغیر کے تمام اعضاء اور اعصاب اور رگ و ریشے اُس کے دل کے ایک ایک اشارہ پر حرکت کرتے ہیں۔ تو عالم کبیر میں موجود تمام سیارے اور ستارے اپنا ایک مرکز رکھتے ہیں۔ کچھ سیارے مل کر ایک نظام بناتے ہیں جن کا مرکز ایک سورج ہوتا ہے اور اسی قسم کے چند نظام مل کر ایک گلیکسی بناتے ہیں اور کائنات میں موجود اس قسم کی بے شمار گلیکسیز ہیں جو ایک بڑا مرکز رکھتی ہیں اور اپنے اپنے محور پر حرکت کر رہی ہیں۔

اِن تمام گلیکسیز کی خوبصورتی وہ وحدت ہے جو ہمیں خدا تعالیٰ کی توحید کی طرف توجہ دلاتی ہے وہاں اس میں بنی نوع انسان کی معاشرتی زندگی کے لئے ایک شاندار سبق بھی پنہاں ہے کہ دنیا کا کوئی بھی نظام، کوئی بھی کاروبار مرکزیت کے بغیر نامکمل ہے، معاشرہ میں مل جل کر رہنے کے لئے ایک نظام کی ضرورت ہے جس میں ایک ایسا مرکز ہونا چاہئے جسے ہر فرد اپنے اوپر مسلّط کرے۔ اسی پر نوعِ انسانی کے نظام کی کامیابی کا مدار ہوگا۔ اسی پر اس کی ترقی کا انحصار ہوگا۔ سورۃ النور میں اِس نظام کی نشاندہی کی گئی ہے جو نظامِ خلافت کہلاتا ہے۔

سامعین! کامل اطاعت انسان کو صحابہ کے مقام تک پہنچا دیتی ہے جو خلافت کے ذریعہ بآسانی ممکن ہے۔ اِسی لئے کہتے ہیں کہ خلافت کی بیعت ضروری ہے۔ آج مسلمانوں میں خلافت کے نہ ہونے کی وجہ سے مسلمان تنزل کا شکار ہیں۔ گو آج کے مسلمان نمازیں بھی پڑھتے ہیں، زکوٰۃ بھی دیتے ہیں اور حج بھی کرتے ہیں، مگر ان میں وہ ترقی نہیں جو صحابہ میں تھی، حالانکہ صحابہ بھی یہی نمازیں پڑھتے، زکوٰۃ دیتے اور حج کرتے تھے۔ اس کی وجہ ہی یہ ہے کہ صحابہ میں ایک نظام کے تابع ہونے کی وجہ سے اطاعت کی روح حد کمال تک پہنچی ہوئی تھی۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جب بھی کوئی حکم دیتے صحابہ اسی وقت اس پر عمل کے لئے کمربستہ ہو جاتے اور اطاعت کی یہ روح آج کے مسلمانوں میں نہیں ہے۔ آخر وہ کیا وجہ ہے کہ آج کا مسلمان اپنے اس بنیادی وصف سے عاری ہے۔ اس کا جواب سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کے الفاظ میں یہ ہے کہ:

”اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا، پس جب خلافت ہو گی اطاعت رسول بھی ہو گی“

(تفسیر کبیر سورۃ نور)

اس نقطۂ نظر سے خلافت کی اہمیت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ ترقی ایمان اور قبولیتِ اعمال کی اب نظامِ خلافت کے سوا کوئی صورت نہیں ہے۔ جسے متاعِ ایمان اور عاقبت کی فکر ہو اسے لازم ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ خلافت کے نظام کے ساتھ ہو جائے جو آج جماعت احمدیہ کے سوا دنیا میں کسی اور کے پاس نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے عین مطابق جماعت احمدیہ میں جو خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم ہے اُس کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ رسالہ الوصیت میں فرماتے ہیں:

”سو اے عزیزو! قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اِس لئے تم میری اِس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک مَیں نہ جاؤں۔ لیکن مَیں جب جاؤں گا تو پھر خدا اِس دوسری قدرت کو تمہارے لیے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔“

(الوصیت، روحانی خزائن جلد نمبر 20 صفحہ 305)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”اِنہی الٰہی وعدوں کے عین مطابق اللہ تعالیٰ نے جماعت کو دوسری قدرت کی نعمت سے نوازا۔ اِس پیارے خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے غلام حضرت مسیح موعودؑ سے کیے ہوئے وعدوں کو کس شان سے پورا کیا اور خلافتِ احمدیہ کے ہاتھ سے دین کو تمکنت عطا فرماتا چلا آ رہا ہے۔ یہ پیاری نعمت 117 سالوں سے حضرت مسیح موعودؑ کے خلفاء اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے کونے کونے میں گاڑنے میں مصروفِ عمل ہیں۔ لاکھوں سعید روحیں اسلام احمدیت کی آغوش میں آ رہے ہیں۔ ہمارے پیارے خلفاء نے اپنے اپنے وقت میں اپنا دن رات ہماری تعلیم، تربیت اور اسلام کی اشاعت میں گزار دیا۔ ہم میں سے ہر ایک اپنے اوپر نظر ڈالے تو ہم میں سے ہر ایک اپنے آپ کو خلافت کے احسانوں تلے دبا ہوا پائے گا۔ بیعت کرتے وقت دیا گیا ہاتھ مٹی کو سونا بنا دیتا ہے کیونکہ یہ ہاتھ ہمیں خدا سے جوڑ دیتا ہے۔ یاد رکھیں! اگر ہم خلیفہ وقت سے وفا دکھائیں گے تو خدا ہم سے اُس سے بڑھ کر وفا دکھائے گا اور کون ہے جس کو خدا کی دوستی کی حاجت نہیں۔ صرف شیطان ہی ہے جو اس ہاتھ کو دھتکارے گا۔ نعوذ باللہ

خلافت کے ساتھ اس عہدِ بیعت کی ایک شرط جو اِن تمام شرائط کی روحِ رواں ہے وہ اطاعت ہے۔ اطاعت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”اللہ اور اس کے رسول اور ملوک کی اطاعت اختیار کرو۔ اطاعت ایک ایسی چیز ہے کہ اگر سچے دل سے اختیار کی جائے تو دل میں ایک نور اور روح میں ایک لذت اور روشنی آتی ہے۔ مجاہدات کی اِس قدر ضرورت نہیں ہے جس قدر اطاعت کی ضرورت ہے۔ مگر ہاں یہ شرط ہے کہ سچی اطاعت ہو اور یہی ایک مشکل امر ہے۔ اطاعت میں اپنے ہوائے نفس کو ذبح کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ بدوں اس کے اطاعت ہو نہیں سکتی۔“

(خطبہ جمعہ 5 دسمبر 2014ء)

سامعین! حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا ہم پر بڑا یہ احسان ہے کہ انہوں نے خلافت کے استحکام کے لیے جماعت کی بہت تربیت کی۔ اس وقت جماعت میں جو فتنہ اٹھ رہا تھا آپؓ نے ایک شاندار جرنیل کی طرح اس کا مقابلہ کیا۔

آپؒ فرماتے ہیں:

"کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک مُلّاں بھی کر سکتا ہے اس کے لئے کسی خلیفے کی ضرورت نہیں اور مَیں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے۔"

(الفرقان خلافت نمبر مئی جون 1986ء صفحہ 28)

لیکن تربیت اور نصائح بھی اُسی کو فائدہ دیتے ہیں جو بیعت کر کے دائرہِ اطاعت میں آتا ہے اور اِن سے فائدہ اٹھانے والا ہوتا ہے اور یہ ہمارے لیے بہت غور اور خوف کا مقام ہے۔ وہ جنہوں نے خلافت ثانیہ کے دور میں خلافت سے انکار کیا وہ بظاہر بڑے لوگ تھے، عالم تھے۔ تعداد میں بھی زیادہ تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے دکھا دیا کہ وہ خلافت کے ساتھ ہے۔ اس نے جماعت کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دور میں اتنی ترقیات عطا کیں لیکن وہ جنہوں نے خلافت سے اپنا عہد نہیں باندھا وہ بکھر گئے اور کچھ ترقی نہ کر سکے۔

جماعت کی ترقیات کا سلسلہ صرف خلافت ثانیہ کے ساتھ ہی نہیں رہا بلکہ وہی ترقیات خلافت ثالثہ کے دور میں ہمیں نظر آئیں، وہی ترقیات خلات رابعہ کے دور میں ہمیں نظر آئیں اور وہی ترقیات ہم خلافتِ خامسہ کے دور میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ خلیفہ خدا بناتا ہے اور چونکہ وہ خود بناتا ہے وہ خود اپنے خلیفہ کے ساتھ کھڑا ہو جاتا ہے۔ خدا اپنے خلیفہ کا ولی ہوتا ہے۔ اس کی روح القدس سے مدد کرتا ہے۔ اس کے ہر فیصلہ میں برکت ڈالتا ہے۔ اس کی زُبان سے نکلے ہوئے الفاظ کو پورا کرتا ہے۔ اس کی دعاؤں کو قبولیت کا شرف بخشتا ہے۔ تو کون بیوقوف ہو گا جو اس خدا کی رسّی کو چھوڑے۔ جس کو اس نعمت کی قدر نہ ہو وہ یقیناً بہت ہی بد قسمت ہے۔

سامعین! خلافت کے ساتھ ہمارا عہد بیعت ہم سے کیا تقاضے کرتا ہے۔ یہ بھی بیعت کیوں ضروری ہے کی طرف ایک سفر ہے۔

آیتِ استخلاف کی تشریح میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"خلافت قائم رکھنے کا وعدہ اُن لوگوں سے ہے جو مضبوط ایمان والے ہوں اور نیک اعمال کر رہے ہوں۔ جب ایسے معیار مومن قائم کر رہے ہوں گے تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق خلافت کا نظام جاری رکھے گا۔ نبی کی وفات کے بعد خلیفہ اور ہر خلیفہ کی وفات کے بعد آئندہ خلیفہ کے ذریعہ سے یہ خوف کی حالت امن میں بدلتی چلی جائے گی اور یہی ہم گزشتہ 100 سال سے دیکھتے آ رہے ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرنے والے ہوں اور دنیا کے لہو و لعب ان کو متاثر کر کے شرک میں مبتلا نہ کر رہے ہوں۔ اگر انہوں نے ناشکری کی، عبادتوں سے غافل ہو گئے، دنیاداری ان کی نظر میں اللہ تعالیٰ کے احکامات سے زیادہ محبوب ہو گئی تو پھر اس نافرمانی کی وجہ سے وہ اس انعام سے محروم ہو جائیں گے۔ پس فکر کرنی چاہئے تو ان لوگوں کو جو خلافت کے انعام کی اہمیت نہیں سمجھتے۔ یہ خلیفہ نہیں ہے جو خلافت کے مقام سے گرایا جائے گا بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو خلافت کے مقام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے فاسقوں میں شمار ہوں گے۔ تباہ وہ لوگ ہوں گے جو خلیفہ یا خلافت کے مقام کو نہیں سمجھتے، ہنسی ٹھٹھا کرنے والے ہیں۔ پس یہ وارننگ ہے، تنبیہ ہے ان کو جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں یا یہ وارننگ ہے ان کمزور احمدیوں کو جو خلافت کے قیام و استحکام کے حق میں دعائیں کرنے کی بجائے اس تلاش میں رہتے ہیں کہ کہاں سے کوئی اعتراض تلاش کیا جائے۔"

(خطبہ جمعہ 27 مئی 2005ء صفحہ 310)

اسی طرح ایک اور موقع پر آپ فرماتے ہیں:

"اِن آیات میں اللہ اور رسول کو ماننے والوں کے لئے اور خلفاء کی بیعت کرنے والوں کے لئے بھی ایک مکمل لائحہ عمل سامنے رکھ دیا ہے اور پہلی بات اور بنیادی بات یہ بیان فرمائی کہ اطاعت کیا چیز ہے اور اس کا حقیقی معیار کیا ہے؟ اطاعت کا معیار یہ نہیں ہے کہ صرف قسمیں کھا لو کہ جب موقع آئے گا تو ہم دشمن کے خلاف ہر طرح لڑنے کے لئے تیار ہیں۔ صرف قسمیں کام نہیں آتیں۔ جب تک ہر معاملے میں کامل اطاعت نہیں دکھاؤ گے حقیقت میں کوئی فائدہ نہیں۔ کامل اطاعت دکھاؤ گے تو تبھی سمجھا جائے گا کہ یہ دعوے کہ ہم ہر طرح سے مرمٹنے کے لئے تیار ہیں حقیقی دعوے ہیں۔ اگر اُن احکامات کی پابندی نہیں اور اُن احکامات پر عمل کرنے کی کوشش نہیں جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول نے دیئے ہیں تو بسا اوقات بڑے بڑے دعوے بھی غلط ثابت ہوتے ہیں۔ پس اصل چیز اس پہلو سے کامل اطاعت کا عملی اظہار ہے۔ اگر یہ عملی اظہار نہیں اور بظاہر چھوٹے چھوٹے معاملات جو ہیں اُن میں بھی عملی اظہار نہیں تو پھر دعوے فضول ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ کہہ کر یہ واضح فرما دیا کہ انسانوں کو دھوکہ دیا جا سکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ جو ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے، ہر مخفی اور ظاہر عمل اُس کے سامنے ہے، اس لئے اُس کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ پس ہمیشہ یہ سامنے رہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر وقت دیکھ رہا ہے اور ایک حقیقی مومن کو اس بات کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہئے۔"

(خطبہ جمعہ 27 مئی 2011ء)

اسلام ایک دین فطرت ہے اور ہر زمانہ اور ہر جگہ کے لوگوں کے لئے اُترا ہے۔ مغربی ممالک اور اسلام دشمن عناصر، اسلامی تعلیمات پر دقیانوسی ہونے کا الزام لگاتے ہیں۔ پھر یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ان کے زیر اثر کچھ مسلمان بھی اس قسم کی باتیں شروع کر دیتے ہیں۔ اب پردہ کے حکم کو ہی لے لیں کہا جاتا ہے کہ ان مغربی ممالک میں تو پردہ کی ضرورت ہی نہیں۔ آپ آج اس مغربی معاشرہ کی اخلاقی اور معاشرتی حالت پر نظر ڈالیں تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہاں پردہ کی ضرورت نہیں؟ اب تو اس معاشرہ کی بظاہر آزاد عورت بھی چیخ چیخ کر کہنے لگ گئی ہے کہ ہمیں مرد کے ظلم سے بچاؤ۔ ہمیں علیحدہ اور باحفاظت جگہ دلواؤ اور صرف یہ ہی نہیں اپنے ارد گرد نظر ڈالیں تو کیا ہو رہا ہے اس معاشرہ میں؟ جہاں شخصی آزادی کے نام پر، ٹیکنیکی ترقی کے نتیجہ میں اور سب سے بڑھ کر خدا سے دوری اور مذہب سے دوری نے معاشرے میں قیامت برپا کر دی ہے۔ ہر روز ایک نیا دجالی فتنہ، ہر روز ایک نئی اخلاقی گراوٹ۔ آج خلافتِ احمدیہ ہی ہے جس نے ان تمام غیر اخلاقی طوفانوں سے جماعت کو اپنے حصار میں لیا ہوا ہے۔ سوشل میڈیا ابھی پوری طرح جڑ بھی نہیں پکڑ پایا تھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کے بد اثرات سے متنبہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ اب وہی نقصانات دنیا نے تجربہ کر کے سیکھ لیے ہیں۔ وہی باتیں اُن کے دانشور اور ہوشمند لوگ کر رہے ہیں۔

اسی طرح دہریہ طاقتوں نے لوگوں کو مذہب سے دور کرنے کے لیے جو چال کھیلی ہے وہ ہم سب کے سامنے ہے۔ فیملی کی شکل تبدیل کر دی گئی ہے۔ عورت اور مرد کی تعریف بدل دی گئی ہے۔ معاشرہ ٹوٹ پھوٹ کر بکھر رہا ہے۔ اب اتنے بڑے زہر کا اثر ہماری جماعت پر بھی پڑ سکتا ہے اور پڑتا ہے۔ اس حالت میں کون ہے جس نے بار بار ہمیں اس سے محفوظ رہنے کی تلقین کی ہے۔ ہمارے بچوں کے ذہن میں اٹھنے والے سوالات کے جواب دیے ہیں۔ فکر سے بار بار ہماری تربیت کی ہے۔ یہ خلیفۂ وقت ہی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی فراست کا اِس دنیا میں کوئی مقابلہ نہیں اور نہ ہی اِس کا کوئی ثانی ہے۔ اِس فراست میں ہمدردی اور محبت ہے۔ ہر ایک فردِ جماعت کے لیے اِس قدر درد اور سب سے بڑھ کر ہماری اگلی نسل کے لیے، ہمارے بچوں کے لیے کہ احمدیت کی اگلی نسل ہیں ان کی تربیت ہو جائے۔ ہمارے پیارے خلیفہ کی دُوررس نظر نہ صرف جماعت کی ترقیات اور حضرت مسیح موعودؑ کے مشن کو آگے بڑھانے کے لیے تدابیر کرتی ہیں۔ وہاں معاشرے کے خطرات اور دجّالی قوتوں سے ہمیں بچانے کے لیے بھی دن رات کوشاں ہیں۔ یہ خلافت کا ہی دائمی سلسلہ ہے جس کی یہ برکات ہیں کہ خلیفہ وقت، وقت اور زمانہ کے حساب سے ہماری راہنمائی فرماتے ہیں۔ خلیفہ وقت کی اطاعت اور فرمانبرداری میں ہی ہماری اور ہماری نسلوں کی بقا ہے اور یہ بھی خلافت کے ساتھ ہمارے عہدِ بیعت کی ایک اہم کڑی ہے کہ ہم اپنی اگلی نسلوں کو خلافت کے ساتھ جوڑیں۔

صحابہ کی اپنے آقا سے بے مثال محبت

صحابہ کی یہ جانثاری اور وفاشعاری دیکھ کر کفار بھی مرعوب ہو کر رہ جاتے تھے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر مشرکین مکہ کے ایک سردار عروہ بن مسعود، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصالحت کے لیے آئے۔ واپس جا کر انہوں نے قریش کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کی اطاعت اور وفاشعاری کی جو شاندار تاریخی گواہی دی وہ غور کے لائق ہے۔

”اے میری قوم! اللہ کی قسم! مَیں البتہ بادشاہوں کے درباروں میں حاضر ہوا ہوں اور قیصر اور کسریٰ و نجاشی کے ہاں گیا ہوں، اللہ کی قسم! مَیں نے کبھی کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا کہ جس کے اصحاب اس کی ایسی تعظیم کرتے ہوں جیسا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصحاب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! اس (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے جب کبھی تھوک پھینکا ہے تو وہ اصحاب میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ میں گرا ہے جسے انہوں نے اپنے منہ اور جسم پر مل لیا ہے۔ جب وہ اپنے اصحاب کو حکم دیتے ہیں تو وہ اس کی تعمیل کے لیے دوڑتے ہیں اور جب وضو کرتے ہیں تو ان کے وضو کے پانی کے لیے باہم جھگڑنے کی نوبت پہنچنے لگتی ہے اور جب وہ کلام کرتے ہیں تو اصحاب ان کے سامنے اپنی آوازیں دھیمی کر دیتے ہیں اور ازروئے تعظیم ان کی طرف تیز نگاہ نہیں کرتے۔ انہوں نے تم پر ایک نیک امر پیش کیا ہے اسے قبول کر لو۔“

(بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجهاد)

یہ تھا نتیجہ بیعت کرنے کا اور نمایاں روحانی تبدیلی۔

مسیح دوراں کے دست مبارک پر اولین بیعت کا شرف پانے والوں نے بھی اس پاکیزہ نصیحت پر کان دھرتے ہوئے اللہ اور بندوں کے حقوق کی ادائیگی کے لحاظ سے شرائط بیعت کا حق ادا کر کے دکھا دیا۔ بیعت کنندہ بوقت بیعت یہ عہد کرتا ہے کہ وہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول ادا کرتا رہے گا۔

حضرت مسیح پاک اپنے ایک رفیق شیخ حامد علی کے بارہ میں فرماتے ہیں:
"مَیں نے اس کو دیکھا ہے کہ ایسی بیماری میں جو نہایت شدید اور مرضُ الموت معلوم ہوتی تھی اور ضعف اور لاغری سے میّت کی طرح ہو گیا تھا۔ التزام ادائے نماز پنجگانہ میں ایسا سرگرم تھا کہ اس بے ہوشی اور نازک حالت میں جس طرح بن پڑے نماز پڑھ لیتا تھا۔" (ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد3 صفحہ 540)

حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی تھے جو کثرت پیشاب کی شدید تکلیف میں بعض دفعہ غش کھانے کے قریب ہو جاتے مگر نماز کے لئے مسجد تشریف لاتے۔

حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے بارے میں حضورؑ فرماتے ہیں۔
"قادیان میں جب کہ وہ ملنے کے لئے آئے تھے اور کئی دن رہے پوشیدہ نظر سے دیکھتا رہا ہوں کہ التزام ادائے نماز میں اُن کو خوب اہتمام ہے اور صلحاء کی طرح توجہ اور شوق سے نماز پڑھتے ہیں۔"

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد3 صفحہ 526-527)

حضرت میر ناصر نواب صاحب آخری عمر میں باوجود بیماری کے اپنے گھر دارالسلام سے نماز باجماعت کے لئے پیدل مسجد مبارک آتے تھے۔

(اصحاب احمد جلد7 صفحہ 10)

حضرت منشی محمد اسماعیل صاحب سیالکوٹی تہجد کی نماز ایسی ہی باقاعدگی سے ادا کرتے تھے جیسے دوسری پانچ نمازیں۔ (اصحاب احمد جلد7 صفحہ 200)

مسیح دوراں کے سب غلاموں نے ہی اس کے بہترین نمونے دکھائے۔ مگر سب سے اول نمبر پر عاشقِ صادق حضرت مولوی نورالدین صاحب تھے جن کی فدائیت اور جذبہ اطاعت انتہاء پر تھا۔

"ایک دفعہ دہلی سے حضور علیہ السلام نے بذریعہ تار حضرت مولوی نورالدین صاحب کو دہلی بلایا اس وقت حضرت مولوی صاحب مطب میں نسخے لکھ رہے تھے تار آئی تو پوچھا کہ کیا لکھا ہے...... بتایا گیا کہ آپ کو دہلی فوراً آنے کا حکم حضرت مسیح موعودؑ کی طرف سے ہے۔ حضرت حکیم الامت نے وہیں نسخہ اور قلم فرش پر رکھ دیا اور جوتی پہن کر یکہ کے اڈہ کی طرف پیادہ چل پڑے۔ قادیان کی جانب غرب جب خاکروبوں کے محلہ (جو بعد میں دارالصحت کہلاتا تھا) کے قریب پہنچے تو ایک یکّہ بان بٹالہ سے آکر حضرت مولوی صاحب کو کہتا ہے کہ مَیں تحصیلدار صاحب بٹالہ کی طرف سے پیغام لے کر آیا ہوں۔ معلوم ہوا کہ تحصیلدار کی بیوی سخت بیمار ہے اور حضرت مولوی صاحب کو بلایا ہے۔ آپ بٹالہ پہنچے اور تحصیلدار سے کہا کہ مَیں نے اس گاڑی پر دہلی جانا ہے۔ تحصیلدار نے کہا کہ آپ میری بیوی کا علاج کریں نسخہ دیں۔ جب تک آپ نہ آئیں گے گاڑی نہیں چلے گی۔ چنانچہ آپ نے علاج کا انتظام کیا اور تحصیلدار صاحب آپ کو ساتھ لے کر ریلوے سٹیشن بٹالہ پر پہنچے اور دہلی کا ٹکٹ دے کر اور یک صد روپیہ نذر کر کے آپ کو گاڑی میں بٹھا دیا اور حضرت مولوی نورالدین صاحب روانہ ہو گئے (اور دہلی پہنچ کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔) حضرت مولوی صاحب نے گھر سے نہ کوئی خرچ منگوایا، نہ مشورہ (کیا) اور (نہ) اطلاع کی۔ مطب سے ہی دہلی کو روانہ ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کی قربانی دیکھ کر وہ سلوک کیا کہ باید و شاید۔"

(اصحاب احمد جلد7 صفحہ 35)

خود حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اپنے اِسی رفیقِ خاص حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب کے بارے میں فرمایا:
"سب سے پہلے مَیں اپنے ایک روحانی بھائی کے ذکر کرنے کے لئے دل میں جوش پاتا ہوں جن کا نام اُن کے نور اخلاص کی طرح نور دین ہے۔ مَیں ان کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مال حلال کے خرچ سے اعلاء کلمہ اسلام کے لئے وہ کر رہے ہیں ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ کاش! وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہو سکتیں۔ ان کے دل میں جو تائید دین کے لئے جوش بھرا ہے اس کے تصوّر سے قدرتِ الٰہی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے کہ وہ کیسے اپنے بندوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ وہ اپنے تمام مال اور تمام زور اور تمام اسباب مقدرت کے ساتھ جو اُن کو میسر ہیں ہر وقت اللہ، رسول کی اطاعت کے لئے مستعد کھڑے ہیں اور مَیں تجربہ سے نہ صرف حُسنِ ظن سے یہ علم صحیح واقعی رکھتا ہوں کہ انہیں میری راہ میں مال کیا بلکہ جان اور عزت تک سے دریغ نہیں اور اگر مَیں اجازت دیتا تو وہ سب کچھ اس راہ میں فدا کر کے اپنی روحانی رفاقت کی طرح جسمانی رفاقت اور ہر دم صحبت میں رہنے کا حق ادا کرتے۔" (فتح اسلام، روحانی خزائن جلد3 صفحہ 35)

اسی لئے حضرت مسیح موعودؑ نے آپؓ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پر از نور یقیں بو دے

کیا ہی اچھا ہو تا اگر امت کا ہر فرد نور دین ہو جاتا اور یہ ہو جائے اگر ہر دل یقین کے نور سے بھر جائے۔
اسی طرح شہید کابل حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف شہید کی خدا تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں:
”صاحبزادہ عبد اللطیف کی شہادت کا واقعہ تمہارے لئے اسوہ حسنہ ہے۔ اس نے اپنے ایمان کا ایک نمونہ دکھایا ہے۔ اس نے دنیا اور اس کے تعلقات کی کچھ بھی پرواہ نہ کی۔ بیوی بچوں کا غم اس کے ایمان پر کوئی اثر نہ ڈال سکا۔ دنیوی عزت اور منصب اور تنعّم نے اس کو بزدل نہ بنایا۔ اس نے جان دینی گوارا کی مگر ایمان کو ضائع نہ کیا۔ عبد اللطیف کہنے کو مارا گیا مگر یقیناً سمجھو کہ وہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ جان جیسی عزیز شے کو جو انسان کی ہوتی ہے اس نے مقدم نہیں کیا، جس کا اُس نے خدا تعالیٰ کے سامنے وعدہ کیا تھا کہ مَیں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 511-512)

خوش نصیب جنہوں نے مسیح دوراں کے جلائے ہوئے چراغوں سے اپنی مشعلیں روشن کیں اور مبارک ہیں وہ جنہوں نے چراغوں کے گل ہونے سے قبل ان سے اپنے دیے جلائے۔ یہ لوگ جو خدا کے پیاروں سے اکتسابِ نور پیدا کرتے ہیں ایک حصنِ حصین ہوتے ہیں اور دنیا ان کی وجہ سے بہت سی بلاؤں سے محفوظ رہتی ہے۔

سامعین! اطاعت کی حقیقت بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:
”اطاعت صرف اپنے ذوق کے مطابق احکام پر عمل کرنے کا نام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہر حکم پر عمل کرنے کا نام ہے خواہ وہ کسی کی عادت یا مزاج کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔“

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 15)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے فرمایا:
”خلافت کے خلاف بے ادبی کرنے والوں کا کبھی بھی مَیں نے نیک انجام ہوتے نہیں دیکھا۔ وہ بھی تباہ ہوئے اور ان کی اولاد بھی تباہ ہوئی۔ اس لیے ہمیشہ کامل غلامی کے ساتھ خلافت کی اطاعت کا عہد کریں اور اس پر قائم رہیں۔“

(الفضل انٹرنیشنل 21 تا 31 مئی 2021 صفحہ 92)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے اطاعت کی لطیف تشریح کرتے ہوئے فرمایا:
”اطاعت کے معیار حاصل کرو۔ اطاعت یہ نہیں کہ خلیفۂ وقت کے یا نظامِ جماعت کے فیصلے جو اپنی مرضی کے ہوئے دلی خوشی سے قبول کر لئے اور جو اپنی مرضی کے نہ ہوئے اُس میں کئی قسم کی تاویلیں پیش کرنی شروع کر دیں، اُس میں اعتراض کرنے شروع کر دیئے۔“

(خطبہ جمعہ 11 اکتوبر 2013ء)

پس جماعت میں داخل ہوتے وقت خلیفۃُ المسیح کی بیعت اور اطاعت و فرمانبرداری کا عہد تو باندھا ہی جاتا ہے۔ نئے خلیفہ کے مسندِ خلافت سنبھالنے پر بھی عہدِ بیعت ضروری ہے کیونکہ خلیفہ، حضرت مسیح موعودؑ کا خلیفہ ہے۔ اُس کے نظریات اور تشریحات سابقہ خلفاء سے مختلف ہو سکتے ہیں لیکن حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ سے نہیں۔ اِسی لئے نئے خلیفہ کی بیعت کر کے اُس بابرکت لڑی میں اپنے آپ کو پرو دیا جاتا ہے جس کے اندر رہ کر روحانی اور دینی ترقیات سے اپنے آپ کو سنوارا جاتا ہے۔

سامعین! حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
”اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنے وعدے کو پورا کرنے کے لئے جو جو نظام بھی جاری فرمایا اس کو خلافت کے انعام سے باندھا ہے۔ پس ہمیشہ اس کی قدر کرتے رہیں۔ اس خلافت جوبلی کی تقریب سے ہر احمدی میں جو تبدیلی پیدا ہوئی ہے یہ عارضی تبدیلی نہ ہو، عارضی جوش نہ ہو، بلکہ اس کو ہمیشہ یاد رکھیں اور جگالی کرتے رہیں اور اس کو مستقل اپنی زندگیوں کا حصہ بنالیں۔ مَیں نے جو عہد لیا تھا اس عہد کا بھی بڑا اثر ہوا ہے۔ ہر ایک پر یہ اثر ظاہر ہو رہا ہے۔ اسے ہمیشہ یاد رکھنے کی کوشش کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم جو عہد کرو اسے پورا کرو کیونکہ تمہارے عہدوں کے بارے میں تم سے پوچھا جائے گا۔“

(خطبہ جمعہ 30 مئی 2008ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری اولاد در اولاد کو خلافتِ حقہ کے ساتھ اپنا عہدِ بیعت ہمیشہ اور ہر حال میں، تنگی میں بھی اور خوشحالی میں بھی نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین۔ ثم آمین

(کمپوزڈ: مسز عائشہ چوہدری۔ جرمنی)